۱۲۱۵

رازِ عسل

تحریر فریبا کلهر

ترجمه سید نیاز علی رضوی هندی

نقاشی حمید شریفی

قسمت کودکان و نوجوانان بنیاد بعثت

مرکز چاپ و نشر بنیاد بعثت

نام کتاب : رازِ دعبل - مجموعہ "معصومینؑ کے ساتھ" سے حضرت امام علی رضاؑ کی
زندگی کے مطابق ایک داستان

تحریر : فریبا کلہر
مترجم : سید نیاز علی رضوی ہنسکر
نقاش : سید حمید شریفی
کتابت : رضوان رضوی ہنسکر
تہیہ و تنظیم : قسمت کودکان و نوجوانان بنیاد بعثت
چاپ اول : ۱۴۱۵ ہجری قمری ، ۱۹۹۵ عیسوی ۱۳۷۴ ہجری شمسی
تعداد : ۲۰۰۰

پتہ : تہران خیابان سمیہ شمارہ ۱۰۹
فون : ۸۸۲۲۲۴۴ فاکس ۸۲۱۳۷۰ (۰۲۱)
پوسٹ کوڈ: ۱۳۶۱ - ۱۵۸۱۵

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسی کو یہ نہیں معلوم کہ یہ شخص "دعبل" کبھی دور آسمان کی طرف نگاہ جما کر کیا سوچنے لگتا ہے یا کبھی کبھی اپنی سیاہ اور گردش کرتی ہوئی آنکھوں سے آنسو کیوں بہانے لگتا ہے۔ دعبل اگرچہ مرو سے مدینہ جاتے ہوئے بہت بڑے قافلے کے ساتھ سفر کر رہے تھے لیکن اپنے گرد و پیش قافلے والوں سے قطعی بے خبر تھے۔ دعبل کو بار بار وہ لمحہ یاد آتا ہے جب وہ مرو میں بارگاہ امام رضاؑ میں کھڑے تھے اور آپ کی فرمائش پر اپنا ایک شعر پڑھا تھا۔ جس میں اُموی و عباسی خلفاء کے دور میں آلِ محمدؐ

پر ہونے والے مظالم کی بڑی اچھی تصویر کشی کی ہے ۔ وہ امام رضا علیہ السلام کے سامنے عرض کرتے ہیں ۔

ارى فيئهم في غيرهم متقسّما

وايديهم فى فيئهم صفرات

ان (اہلبیتؑ) کے حقوق اور مال میں دیکھ رہا ہوں کہ دوسروں میں تقسیم کئے جا رہے ہیں اور خود ان کے ہاتھ مالِ غنیمت سے خالی ہیں ۔

یہ شعر سن کر امام رضا علیہ السلام نے روتے ہوئے فرمایا : دعبل تم نے سچ کہا ۔

جب دعبل کو امامؑ کے آنسو یاد آتے ہیں تو دل پر چھریاں چل جاتی ہیں ان کی آنکھوں میں آنسو بھر

آتے ہیں اور زیرلب گنگناتے ہیں وایدیھم فی فیھم صفرات ان کے ہاتھ خود اپنے مالِ غنیمت سے خالی ہیں،،

اسی وقت قافلہ ایک چشمے کے کنارے آرام کرنے کے لئے ٹھہر گیا، دعبل ایک پتھر کی چٹان پر بیٹھ گئے اور پانی میں نظریں گاڑ دیں! ایک بار پھر انھیں مرو میں پہونچنا بارگاہ امامؑ میں حاضری اور ان کے سامنے شعر پڑھنا یاد آگیا۔ جب انھیں یاد آیا کہ امامؑ اس کے شعر سن کر کتنا مسرور ہوئے تھے یہاں تک کہ اپنا ایک جامہ بھی عنایت فرما دیا تھا تو ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل گئی

امام رضا علیہ السلام نے اشعار سن کر اپنا ایک لباس دعبل کو مرحمت فرماتے ہوئے نوید سنائی تھی کہ اس لباس کی برکت سے خطروں سے محفوظ رہو گے۔

دعبل اپنے خیالوں کی دنیا میں گم تھے کہ اچانک قافلہ والوں کی چیخ پکار بلند ہوئی: ڈاکو، ڈاکو، دعبل نے گھبرائی ہوئی نگاہوں سے ڈاکوؤں کی طرف دیکھا، وہ گھوڑے پر سوار تھے

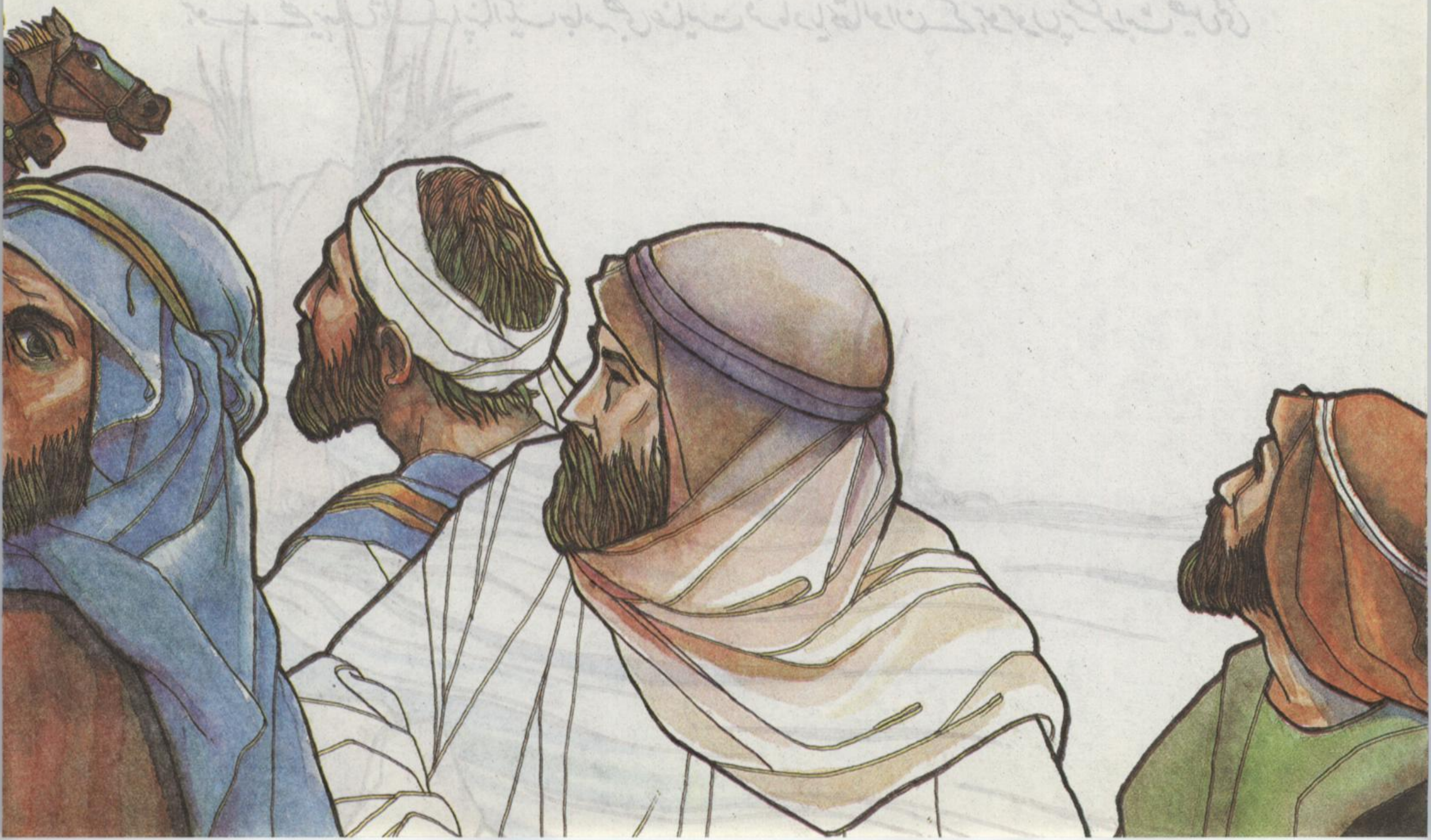

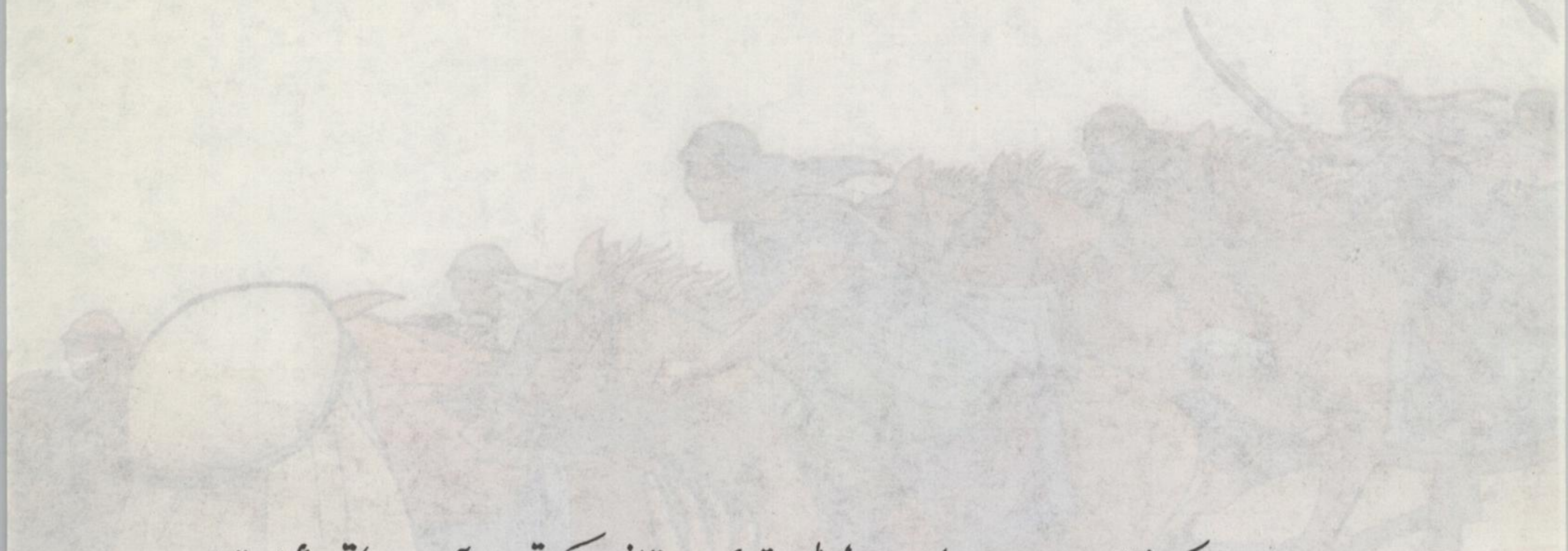

اور اپنے چہروں کو نقاب میں چھپائے ہوئے بڑی تیزی سے قافلہ کے قریب آرہے تھے، دعبل اتنا تھکے اور اتنے بوڑھے ہو چکے تھے کہ بھاگ نہیں سکتے تھے اس لئے وہیں چٹان پر اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی واقعہ ہی رونما نہ ہوا ہو۔

قافلے والے اسی طرح چیخ پکار مچائے ہوئے تھے وہ کسی کی تلاش میں ادھر سے ادھر بھاگتے پھر رہے تھے، ڈاکو جس وقت قافلے کے پاس پہونچے خوشی سے چلا اٹھے، وہ مسلسل لوٹ مار مچائے ہوئے تھے اور چاروں طرف سے فریاد کی صدائیں بلند تھیں۔

اچانک دعبل کو اس جامہ کا خیال آیا جو امام رضا علیہ السلام نے انھیں ہدیہ کیا تھا اور ان کے سامان کے ساتھ وہ جامہ بھی رکھا ہوا تھا اور ان کا دل اس کو کھونے پر کسی طرح بھی آمادہ نہیں تھا، وہ تیزی سے اٹھے اور قافلے کی طرف چلے تاکہ جس طرح بھی ہو ڈاکوؤں کے ہاتھ سے وہ جامہ کو بچا سکے۔

ڈاکوؤں کے خوشی میں ڈوبے ہوئے نعرے اور قافلے والوں کی فریادیں اس طرح ایک ساتھ بلند ہو رہی تھیں کہ دعبل کا دل غم سے بیٹھ گیا انھوں نے چاہا کہ چلا کر کہیں کہ تم لوگ غارت گری سے باز آجاؤ! آخر یہ کیا حرکت ہے ؟!

لیکن وہ جانتے تھے کہ ان کی آواز خود ان ہی کے کانوں میں گونج کر رہ جائے گی۔ وہ کمر خمیدہ گریاں و ہراساں قافلہ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک ان کے کانوں میں شعر پڑھنے کی آواز آئی۔

میں دیکھ رہا ہوں ان کا مال غنیمت دوسروں میں تقسیم ہو رہا ہے اور خود
ان کے ہاتھ مال غنیمت سے خالی ہیں ۔ ۔ ۔ !

ایسا لگا کہ ان کا دل ہزار گنا زیادہ تیزی کے ساتھ دھڑکنے لگا ہو۔ پورا وجود کانپنے لگا، ہیجان کی شدت سے اس کے ہاتھوں کی کپکپی رک نہیں رہی تھی۔ دوبارہ وہی آواز سنائی دی !۔۔۔ ان کا مال غنیمت۔۔

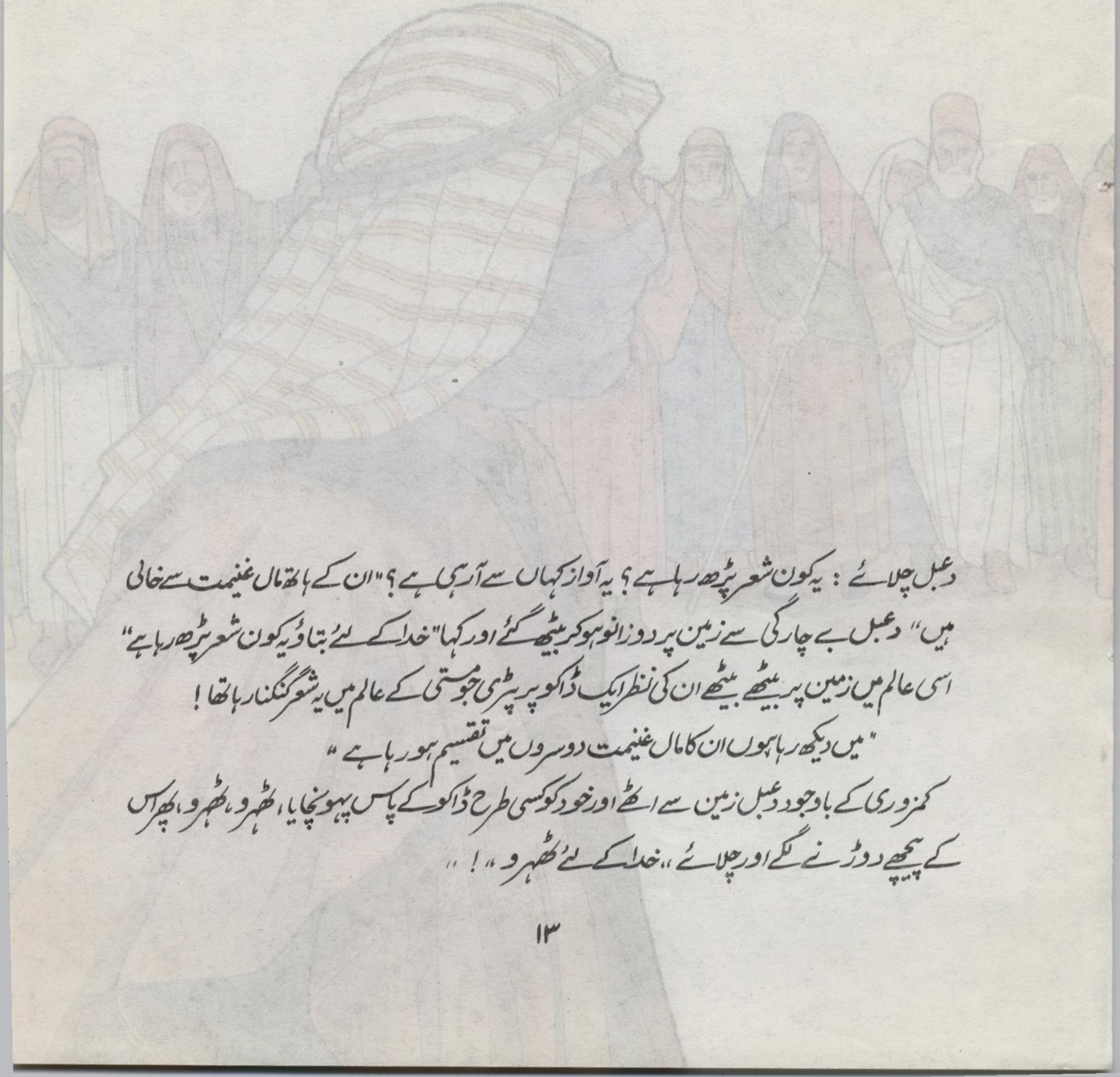

دعبل چلائے : یہ کون شعر پڑھ رہا ہے ؟ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے ؟" ان کے ہاتھ مال غنیمت سے خالی ہیں" دعبل بے چارگی سے زمین پر دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور کہا "خدا کے لئے بتاؤ یہ کون شعر پڑھ رہا ہے" اسی عالم میں زمین پر بیٹھے بیٹھے ان کی نظر ایک ڈاکو پر پڑی جو مستی کے عالم میں یہ شعر گنگنا رہا تھا !

"میں دیکھ رہا ہوں ان کا مال غنیمت دوسروں میں تقسیم ہو رہا ہے"

کمزوری کے باوجود دعبل زمین سے اٹھے اور خود کو کسی طرح ڈاکو کے پاس پہونچایا، ٹھہرو، ٹھہرو، پھر اس کے پیچھے دوڑنے لگے اور چلائے ،، خدا کے لئے ٹھہرو ،، !

وہ ڈاکو رک گیا۔ دعبل نے اس کے نزدیک جاکر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا.

مجھے بتاؤ کہ یہ شعر جو تم پڑھ رہے تھے کس کا ہے؟

ڈاکو نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور سوال کیا؟ اس سوال کے جواب سے تمھیں کیا فائدہ

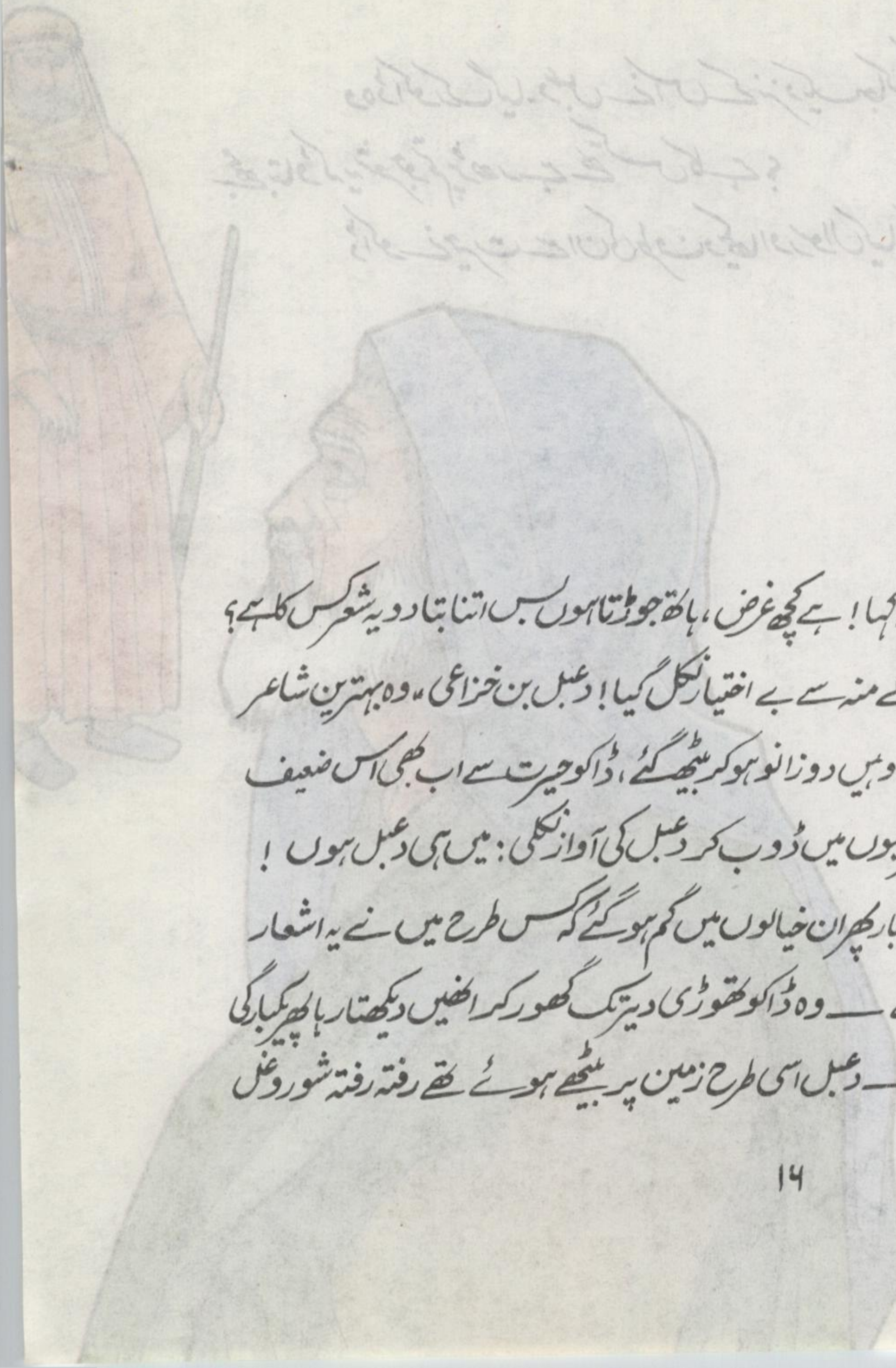

ملے گا؟ دعبل نے بڑی عاجزی کے ساتھ کہا! ہے کچھ غرض، ہاتھ جوڑتا ہوں بس اتنا بتا دو یہ شعر کس کا ہے؟ ڈاکو دعبل کو سراپا التماس جو دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا! دعبل بن خزاعی، وہ بہترین شاعر آل محمدؐ ہے۔ یہ سنتے ہی دعبل وہیں دوزانو ہو کر بیٹھ گئے، ڈاکو حیرت سے اب بھی اس ضعیف و ناتواں شخص کو تکے جا رہا تھا، دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر دعبل کی آواز نکلی: میں ہی دعبل ہوں! دعبل بن خزاعی میں ہوں، یہ کہا اور ایک بار پھر ان خیالوں میں گم ہو گئے کہ کس طرح میں نے یہ اشعار امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں سنائے تھے ــــ وہ ڈاکو تھوڑی دیر تک گھور کر انھیں دیکھتا رہا پھر یکبارگی ڈاکوؤں کے سردار کی طرف دوڑ لگا دی ــــ دعبل اسی طرح زمین پر بیٹھے ہوئے تھے رفتہ رفتہ شور و غل

اور رونے کی آواز خاموش ہونے لگی تھی ۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ دعبل نے اپنے قریب ایک سایہ محسوس کیا۔ کوئی ان سے کہہ رہا تھا: اے شخص تو جھوٹا دعویٰ کیوں کر رہا ہے؟

دعبل نے کوئی جواب نہیں دیا، ڈاکوؤں کے سردار نے دوبارہ غصے میں کہا! تو دعبل خزاعی ہونے کا دعویٰ کیوں کر رہا ہے؟ دعبل نے کہا: میں ہی دعبل ہوں۔ جاؤ قافلے والوں سے تحقیق کر لو ۔ ڈاکوؤں کے سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا جاؤ تحقیق کرو۔!

قافلے والے بھی اب کچھ کچھ سمجھ گئے تھے کہ کوئی تازہ بات ہوئی ہے ۔ وہ سب ایک جگہ جمع ہو

گئے، ڈاکوؤں کا سردار ان کے قریب پہونچا، ایک ایک کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر دیکھنا شروع کیا آخر اس نے ایک شخص سے پوچھا! تم اس شخص کا نام جانتے ہو؟ اس شخص نے ڈرتے ہوئے کہا: ہم اسے دعبل کے نام سے پکارتے رہے ہیں، اور وہ جواب دیتا ہے ـــ اب ڈاکوؤں کے سردار نے ایک عورت کے پاس جاکر پوچھا! یہ مرد کون ہے؟ اس عورت نے بھی وہی جواب دیا، ہم اسے دعبل کے نام سے پکارتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے ـــ ڈاکوؤں کا سردار ایک بوڑھیا کے پاس پہونچا اور پوچھا ـــ تو جانتی ہے کہ یہ مرد کون ہے؟ بڑھیا نے کہا ـــ ہم اسے دعبل ... ـــ ڈاکوؤں کا سردار چلایا! بس کرو کافی ہے۔ میں جس سے بھی پوچھتا ہوں یہی جواب دیتا ہے کیسے معلوم ہو کہ تم لوگ صحیح کہہ رہے ہو؟ شاید تم

لوگوں نے طے کر لیا ہے کہ اس بڈھے کی حمایت کرو گے ـــ

تھوڑی دیر چپ ہو کر اِدھر اُدھر دیکھتا رہا، سبھی اسے خوفزدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے ـــ صرف دعبل کی نگاہ زمین کی طرف جمی ہوئی تھی ـــ اچانک ڈاکوؤں کے سردار نے ان کے درمیان ایک چھوٹی سی بچی کو دیکھا اور ہنستے ہوئے کہا : صحیح بات بچوں سے معلوم ہونی چاہیئے۔

پھر وہ اس بچی کے پاس گیا اس کے سامنے بیٹھ کر بڑی شفقت و مہربانی سے نرم لہجے میں بولا : وہ شخص جو وہاں زمین پر بیٹھا ہوا ہے ـ اس کا کیا نام ہے ؟ بچی نے کہا: ہم اسے دعبل کہہ کر پکارتے

ہیں: یہ کہہ کر وہ اپنی ماں کے پیچھے چھپ گئی۔ ڈاکوؤں کا سردار بولا: وہ بھی یقینی طور سے یہی کہہ رہی ہے یہ سُن کر تمام ڈاکو ہنسنے لگے، سردار بھی ہنسنے لگا پھر وہ سنجیدہ ہو کر زیر لب بڑبڑایا اب یقین نہ کرنا مشکل ہے۔ اچھا تو یہ دعبل ہی ہے ـــ مشہور شاعر دعبل ـــ وہی جو شاعر اہلبیت ہے۔ اس کے بعد وہ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے بلند آواز سے بولا ـــ یقیناً یہ دعبل ہی ہے ـــ

یہ کہہ کر وہ دعبل کے قریب گیا دعبل اسی طرح زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو زمین سے اٹھایا ـــ سردار کے انداز میں ایسی نوازش و مہربانی پائی جاتی تھی کہ تمام قافلے والے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے ـــ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا: اے دعبل ـــ بقیہ اشعار بھی سناؤ

اور دعبل نے انتہائی غمگین درد بھرے لہجے میں اشعار پڑھنے شروع کر دئے ۔

اشعار سنانے کے بعد دعبل اس طرح کھو گئے کہ انھیں کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا ہو رہا ہے جب وہ اپنے حواس میں آئے تو انھوں نے دیکھا کہ تمام ڈاکو جا چکے ہیں انھوں نے قافلے والوں کا تمام مال ان لوگوں کو واپس کر دیا ہے ۔

قافلے والے حیرت و مسرت کے ساتھ ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے ... واقعی عجیب بات ہے کیا تم نے دیکھا ہے کہ کچھ ڈاکو اہلبیتؑ رسولؐ کے شاعر کا ایسے والہانہ انداز میں احترام کرتے ہوں

لیکن دعبل ان تمام چیزوں سے بے فکر تھے ، ان کے لئے وہ جامہ جو امام رضا علیہ السلام نے عطا فرمایا تھا ہر چیز سے زیادہ قیمتی تھا اس لئے وہ تیزی سے اپنے اسباب کی طرف دوڑے اور جب انھوں نے جامہ کو صحیح وسلامت دیکھ لیا تو اطمینان کی سانس لی اور اسے سونگھنے لگے ـــ

ایک بار پھر ان کی آنکھوں میں امامؑ کا روئے انور گھوم گیا جنھوں نے فرمایا تھا :

اس لباس کی برکت سے تم خطروں سے محفوظ رہو گے ۔ . . . !